مولانا زاہد الراشدی

دینی مدارس میں سائنسی تعلیم کیوں؟

صدر جنرل پرویز مشرف نے ۱۲ جنوری کی شب قوم سے خطاب کرتے ہوئے جن خیالات اور فیصلوں کا اعلان کیا ہے ،ان پر نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری ہے اور اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر مختلف اطراف سے اظہار خیال ہورہا ہے۔ بعض حلقے اسے پاکستان میں ایک نئی سیاسی زندگی اور معاشرتی رجحان کا آغاز قرار دے رہے ہیں اور یہ توقعات وابستہ کی جارہی ہیں کہ اگر صدر پرویز مشرف کے اعلان کردہ اقدامات پر عملدرآمد ہوا تو حالات میں بنیادی تبدیلیاں رونما ہوں گی اور پاکستان ایک نئے اور پہلے سے مختلف دور میں داخل ہوجائے گا۔ ایسا ہوتا ہے یا نہیں، یہ آنے والا وقت بتائے گا وران فیصلوں پر عملدرآمد کے حوالے سے اسٹیبلشمنٹ کی عملی ترجیحات بہت جلد ان توقعات کے مستقبل کی نشاندہی کردیں گی ،اس لیے اس پہلو کو کسی مناسب موقع کیلئے موخر کرتے ہوئے صدر پرویز مشرف کے خطاب کے بعض حصوں پر معروضی حقائق اور عالات کی روشنی میں ہم کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

صدر محترم نے دینی مدارس کے کردار کو سراہتے ہوئے ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے کہ دینی مدارس ملک کے اکھوں افراد کو نہ صرف مفت دینی تعلیم دے رہے ہیں، بلکہ انہیں بلا معاوضہ ہاسٹل اور خوراک کی سہولتیں بھی فراہم کررہے ہیں اور یہ کام ایسا ہے جو کوئی بڑی سے بڑی این جی او بھی نہیں کرسکتی، لیکن انہیں شکوہ ہے کہ ان دینی مدارس میں صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے جو قومی زندگی کے اجتماعی دھارے میں شامل ہونے کیلئے کافی نہیں ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ دینی مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس، ریاضی، انگریزی اور جدید علوم کی تعلیم بھی دی جائے اور حکومت اس مقصد کے لئے آرڈیننس لارہی ہے، جس کے ذریعے دینی مدارس ان علوم کو اپنے نصاب میں شامل کرنے کے پابند ہوجائیں گے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ دینی مدارس کے مقصدِ قیام اوران کے معاشرتی کر۰ار کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے، کیونکہ دینی مدارس تو سرے سے اجتماعی دھارے کی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے دعوے دار ہی نہیں ہیں اور ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ معاشرے میں قرآن وسنت اور دینی ضروریات کے ساتھ عام مسلمان کا تعلق قائم رہے۔ مسلمانوں کو مسجد میں نماز پڑھانے کیلئے امام اور مدرسہ میں قرآن وحدیث پڑھانے کیلئے اساتذہ میسر آتے ہیں اور یہ اہم شعبہ رجال کار کے حوالے سے خلاء کا شکار نہ ہوجائے۔ دینی مدارس نے اسی مقصد کیلئے اب تک یہ حکمتِ عملی سوچ سمجھ کر اختیار رکھی ہے کہ ان کے پیدا کردہ افراد دینی خدمات کے علاوہ کسی اور شعبہ میں نہ کھپ سکیں، کیونکہ اگر ان کے تیار کئے ہوئے لوگ بھی جدید علوم سے آراستہ ہوکر اجتماعی دھارے میں ضم ہوجائیں گے تو مسجد کیلئے امام مکتب کیلئے قاری وحافظ اور مدرسہ کیلئے دینیات کے مدرس کون فراہم کرے گا؟ اور اس شعبہ میں افراد کار کا جو خلاء پیدا ہوجائے گا، اسے پر کرنے کی کیا صورت ہوگی؟